ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع میں خواتین کی تعلیم کے سماجی اثرات کا تحقیقی جائزہ

A Research Study on the Social Impacts of Women's Education in the Southern Districts of Khyber Pakhtunkhwa

Haseena Nawaz*
Lecturer ،Kalam Bibi Women International Institute Bannu

Abstract
This article explores the growing global emphasis on women's rights, noting that many modern movements, while advocating for female autonomy, often undermine traditional family structures. Slogans such as "My body, my choice" and "Heat your own food" are cited as examples of rebellion against religious and familial values. Although various religions claim to uphold human rights, the article argues that Islam uniquely grants and protects women's rights. Despite this, Islam faces intense media scrutiny, especially regarding its treatment of women, leading to confusion and identity crises among Muslim women. The article highlights the contradiction between Islamic teachings and their flawed implementation in Muslim societies—such as the denial of inheritance and domestic abuse—which fuels anti-Islamic propaganda. The Pashtun region, known for its strong adherence to Islamic values, is a particular target of such criticism. A common accusation is that Pashtun society restricts women's education and work opportunities. Through research focused on the southern districts of Khyber Pakhtunkhwa, this study investigates the educational, religious, and social roles of Pashtun women. It seeks to debunk misleading stereotypes and demonstrate that within Islamic guidelines, women in this region are actively engaged in education and contribute meaningfully to society.

Keywords: Women Education, Societal Changes, Southern Districts, Khyber Pakhtunkhwa, Women Rights, Gender Empowerment, Educational Development

تعارف

عصر حاضر میں سماجی اور عالمی سطح پر انسانی حقوق کے نام پر کئی تحریکیں وجود میں آئی ہیں۔ان تحریکات میں خواتین کے نام پر اٹھنے والی آوازوں کو بے حد پذیرائی ملی ہے۔خواتین کے حقوق کے نام پر اس وقت دنیا بھر میں بے شمار تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔اگر بنظر ان کا جائزہ لیا جائے تو ان کا بنیادی فلسفہ عورتوں کی آزادی اور خود مختاری کے نام خاندانی نظام کی تباہ کاری ہے۔عورت کو مذہبی اور خاندانی قیود سے آزاد کرنے کے لئے میرا جسم میری مرضی کا نعرہ دیا گیااور شوہر کی خدمت سے بغاوت کے لئے اپنا کھانا خود گرم کرو کا بینر تھما دیا گیا۔ادیان سماوی و غیر سماوی میں ہر ایک دین کا یہ دعوی ہے کہ وہ انسانی حقوق کی پاسداری کرتا ہے اور وہ حقوق دینے

* Email of corresponding author: sayyedhaseenanawaz@gmail.com

والا دین ہے۔ تاہم عملی میدان میں دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے عورتوں کو حقوق دئے اور ان کی حفاظت کی۔

دیگر ادیان کے مقابلہ میں دین اسلام عالمی سطح پر تیزی سے پھیل رہا ہے اور لوگ اس کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام کی مخالفت دیگر ادیان کے مقابلہ میں زیادہ ہے اور اس کی تعلیمات کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلائے جاتے ہیں۔ ان شکوک و شبہات میں ایک شبہ خواتین کے حقوق کے نام پر کیا جاتا ہے۔ آواز یہ اٹھائی گئی ہے کہ دین اسلام میں خواتین کو حقوق نہیں دئے گئے اور دین اسلام خواتین کو پابند زندگی گزارنے پر مجبور کرتا ہے۔ میڈیا پر اس کو اچھالا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلم معاشرے کی خواتین اس سے متاثر ہوتی ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہوتی جارہی ہیں۔

بد قسمتی سے مسلم معاشرہ ان تعلیمات پر عمل کرنے کو در خو اعتناء نہیں سمجھتا اور لالچ کی وجہ سے خواتین کو میراث میں حصہ نہیں دیا جاتا اور دین اسلام کی تعلیمات کے برعکس ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جس سے اس پروپیگنڈہ کو تقویت ملی اور دین اسلام کی صحیح تعلیمات پس پردہ چلی گئی ہے۔ اس پروپیگنڈہ کا سب سے بڑا ہدف پشتون پٹی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سب سے بڑی وجہ یہاں کا دینی ماحول ہے۔ خواتین باپردہ رہتی ہیں اور دین اسلام پر پابند رہنے کی کوشش کرتی ہیں۔

پشتون معاشرے پر ایک بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خواتین کو تعلیم نہیں دی جاتی اور ان کو زندگی کی دوڑ میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے مواقع دستیاب نہیں ہے۔ اس تحریر میں خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع میں خواتین کی دینی اور دنیاوی تعلیم کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی دینی و سماجی خدمات کو پیش کیا گیا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ ان حقائق کو سامنے لایا جائے جن سے اس پروپیگنڈہ کی قلعی کھل جائے اور یہ بات واضح ہو کہ پشتون سماج میں دین اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے خواتین کو تعلیمی سہولت میسر ہے اور سماجی امور میں ان کی خاطر خواہ خدمات ہیں۔

جنوبی اضلاع کا تعارف:

صوبہ خیبر پختون خواہ کے جنوب میں سات اضلاع واقع ہیں۔ کوہاٹ، ہنگو، کرک، لکی مروت، بنوں، ڈیر اسماعیل خان اور ٹانک۔ صوبہ کے جنوب میں ہونے کی وجہ سے ان کو جنوبی اضلع کا نام دیا گیا۔ مجموعی اعتبار سے ان اضلاع کا رقبہ 20410 مربع کلومیٹر ہے۔[1] اس خطہ کا جنوب بلوچستان کی سرزمین کو چھوتا ہے اور شمال پشاور کی تاریخی شہر سے جاملتا ہے۔ جنوب میں وزیرستان کی سرزمین ہے اور مغرب میں قبائلی علاقے واقع ہیں۔[2]

اس خطے میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں جن میں پشتو، ہندکو اور اردو شامل ہیں۔ اس خطے میں پشتون قبائل کی کثرت ہیں تاہم یہاں پر نقل مکانی کرکے آنے والے بھی بستے ہیں۔ یہاں کے مشہور قبائل اعوان، بنوری، میاں خیل، کنڈی، پراچگان، شیخان اور سید ہیں۔ اس خطہ میں پہاڑی سلسلے موجود ہیں جن میں کوہ سلیمان کا وسیع پہاڑی سلسلہ شامل ہے۔ یہ سلسلہ افغانستان اور پاکستان کے درمیان حد فاصل کے طور پر قائم ہے۔ اس پہاڑی سلسلہ میں تاریخی درہ "خیبر" واقع ہے۔ وسطی ایشاء سے اس راستے سینکڑوں لوگوں نے ہجرت کی اور سندھ کے علاقوں میں آباد ہوئے۔[3] یہاں دو مشہور پہاڑیاں ایک کو سور غر جب کہ دوسرے کو شین غر کہا جاتا ہے۔ سور غر میں قدرتی معدنیات کی بہتات ہے۔ اس پہاڑ میں کوئلہ اور چند دیگر معدنیات پائی جاتی ہیں جو ملکی ذریعہ آمدن میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ شین غر سرسبز ہے اور اس میں گاس بہت پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ پہاڑ گلہ بانی کے لئے مناسب ہے۔[4] زراعت میں گندم، جو، مکئی اور سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں۔ مالٹا اور کینو کے باغات بھی موجود ہیں۔

خواتین کے لئے دنیاوی تعلیم وتربیت کے ادارے:

جنوبی اضلاع میں ابتدائی تعلیم کے لئے ہر گاؤں میں لڑکیوں کے لئے پرائمری سکول قائم ہیں۔ مڈل اور ہائی سطح پر بھی لڑکیوں کے لئے الگ تعلیمی ادارے قائم ہیں۔ انٹر اور بی ایس کے لئے ہر ضلع میں کالج قائم ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ✓ ضلع کوہاٹ میں آٹھ سرکاری کالجز قائم ہیں۔[5]
- ✓ ضلع کرک میں تین سرکاری کالج موجود ہیں۔[6]
- ✓ ہنگو میں تین سرکاری ادارے قائم ہیں۔[7]
- ✓ لکی مروت میں دو کالجز قائم ہیں۔[8]
- ✓ بنوں میں چار سرکاری ادارے ہیں۔[9]
- ✓ ڈیرہ اسماعیل خان میں چھ سرکاری کالجز ہیں۔[10]
- ✓ ٹانک میں دو کالجز ہیں۔[11]

خواتین کی الگ یونیورسٹی حال ہی میں بنوں میں قائم ہوئی ہے۔ اس کو کالام بی بی ویمن انٹرنیشل انسٹی ٹیوٹ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ملحوظ خاطر رہے کہ یہاں ہم نے صرف ان سرکاری اداروں کا ذکر کیا ہے جو لڑکیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ جن اداروں میں مخلوط تعلیم دی جاتی ہیں ان کا ذکر یہاں پر نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان میں نجی اداروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر کیا جائے تو تعلیمی اداروں کی تعداد بہت زیادہ بن جاتی ہے۔ گویا دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے جنوبی اضلاع میں خواتین کو نظر انداز نہیں کیا جاتا بلکہ ان کی تعلیم کا خیال رکھا جاتا ہے۔

خواتین کے لئے دینی تعلیم وتربیت کے ادارے:

دینی تعلیم کے لحاظ سے جنوبی اضلاع منفرد اعزاز حاصل ہے۔ یہاں پر دو قسم کے ادارے موجود ہیں۔ ایک وہ ادارے ہیں جو وفاق المدارس کے تحت رجسٹرڈ ہیں اور کچھ ادارے آزادانہ طور پر کام کرتے ہیں۔ خواتین کے لئے قائم مدارس کی تعداد ہر ضلع میں اتنی ہے کہ ان کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ قریہ قریہ، بستی بستی ادارے قائم ہیں۔ ان اداروں میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو ادارے وفاق المدارس کے ماتحت ہیں وہاں پر درس نظامی پڑھائی جاتی ہے اور وفاق کے نظم کے مطابق دورہ حدیث تک پڑھائی ہوتی ہے۔ چند ایک مدارس کے ماسوا عمومی مدارس غیر رہائشی ہیں۔ غیر رجسٹرڈ مدارس میں ناظرہ قرآن، حفظ اور ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔ ان مدارس میں درس نظامی کی ترتیب نہیں ہوتی البتہ روزمرہ کے ضروری مسائل سکھائے جاتے ہیں۔ خواتین کی تربیت کے لئے اصلاحی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ایک مفید اور دیندار شہری بننے میں ان کی معاونت کی جاتی ہے۔

خواتین کی تعلیم کے سماجی اثرات:

خواتین کی دینی اور دنیاوی تعلیم سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جنوبی اضلاع میں خواتین کی تعلیم کے مندرجہ ذیل معاشرتی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کو ترتیب وار بیان کرتے ہیں:

خاندانی نظام میں بہتری:

جنوبی اضلاع میں خواتین کی تعلیم سے خاندانی نظام میں بہتری آئی ہے۔ اس حوالے سے ہم نے ایک سروے کیا جس کا مقصد یہ تھا

کہ خواتین کی تعلیم نے خاندانی نظام پر کیا اثرات مرتب کئے ہیں۔سیدہ عائشہ بی بی نے بتایا:

''خواتین کی تعلیم وتربیت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ایک خاتون اپنے بچے کی تربیت کرتی ہے اور اس کو معاشرے کا ایک اہم فرد بناتی ہے،جب وہ خاتون عصری تقاضوں سے باخبر ہوگی تو اپنے بچے کی اچھی تربیت کرسکے گی۔میری بہو نے بی ایس کیا ہے وہ گھر داری میں سب سے آگے ہوتی ہے۔گھر کے اکثر معاملات کو وہ سنبھالتی ہے۔گھر کے بچوں کو اب ٹیوشن سنٹرز بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑتی ،گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر وہ بچوں کو ہوم ورک کراتی ہے۔اس کے آنے سے ہمارا گھر منظم ہو گیا ہے۔''[12]

نورین صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح کیا:

''میری تمام بہنیں تعلیم یافتہ ہیں اور گھر داری کے ساتھ ساتھ ملازمت کرتی ہیں۔چھوٹی بہن ابھی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔میرے والد صاحب فرماتے تھے کہ پڑھ لکھ کر اپنے قوم و ملک کی خدمت کرنا۔میری ایک بہن ڈاکٹر ہے،جبکہ دوسری بہن استانی ہے۔خاندان میں ہماری بہنوں کی مثال دی جاتی ہے ۔ہمارے بچے تعلیمی میدان میں خاندان کے دیگر بچوں سے آگے ہوتے ہیں۔ہم ان کو صحت مند سرگرمیوں میں مصروف رکھتے ہیں۔''[13]

عافیہ صابر نے کہا:

''عموماً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ لڑکیاں تعلیم حاصل کرکے باغی ہو جاتی ہیں۔اس پروپیگنڈہ کے زیر اثر لوگ تعلیم یافتہ لڑکیوں سے رشتہ کرنے سے کتراتے ہیں، تاہم معاملہ اس کے برعکس ہے۔جو لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں وہ نہ صرف خود ایک بہترین انسان بنتی ہے بلکہ وہ دوسروں کو بھی اچھائی کی دعوت دیتی ہیں۔جس گھر کی خواتین تعلیم یافتہ ہوں وہاں پر گھریلو جھگڑے نہیں ہوتے۔میری چچی تعلیم یافتہ ہے۔ہماری تعلیم میں ان کا بنیادی کردار ہے۔انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت احسن انداز سے کی اور ہماری تربیت میں بھی انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔آج ہم اپنے گھروں میں خوشی خوشی زندگی بسر کر رہی ہیں۔''[14]

دوران سروے نوے فیصد خواتین نے اس بات کا اظہار کیا کہ خاندانی نظام کی بہتری میں خواتین کی دینی تربیت اور دنیاوی تعلیم مثبت کردار ادا کرتی ہے۔کچھ لوگ اس بات سے ناخوش تھے کہ تعلیم یافتہ خواتین ان کو وقت نہیں دیتی۔کچھ نے یہ شکوہ کیا کہ تعلیم یافتہ لڑکیاں گھر میں کام کاج سے جی چراتی ہیں۔تاہم عمومی نتائج یہی بیان کئے گئے کہ تعلیم یافتہ بہو کے آنے سے گھر کا نظام مرتب ہوا اور ان کے بچے اچھی تربیت حاصل کرنے لگے ہیں۔خاندان میں ان کے تعلقات بہتر ہو رہے ہیں اور پڑھی لکھی لڑکیاں سلجھی اور کفایت شعار ہوتی ہیں۔

مالی مسائل کے حل میں خواتین کی تعلیم کا کردار:

جنوبی اضلاع میں غربت کی سطح کافی بلند ہے۔اس کی کئی وجوہات ہیں،معاشی سرگرمیوں کے لئے دستیاب وسائل کی کمی اور افراط زر میں دن بدن اضافہ ،کمر توڑ مہنگائی وغیر وغیرہ۔مرد معاشی تنگی سے نکلنے کے لئے از بس کوشش کرتے ہیں۔خواتین کی تعلیم سے مرد کو ایک معاشی سہارا مل جاتا ہے۔خواتین کی ملازمت سے مرد پر گھر کے اخراجات کا بوجھ قدرے کم ہو جاتا ہے۔اس حوالے سے بنوں،ڈیرہ اسماعیل خان اور کوہاٹ میں سروے کیا گیا۔

شائستہ رحیم نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''میرا نام شائستہ رحیم ہے اور میں بطور سی ٹی ایک مڈل سکول میں تدریسی فرائض سرانجام دیتی ہوں۔شادی کے بعد مالی مشکلات نے

میرے شوہر کو پریشان کر دیا تھا اور وہ حالات سے ناامید ہو چکے تھے۔ وہ ایک گیراج میں مستری کا کام کرتے ہیں۔ ان کی محنت سے اتنی رقم آتی جس سے گھر کی ضروریات مشکل سے پوری ہوتی تھی۔ پھر میں نے ایک پرائیویٹ ادارے میں تدریس شروع کی اور اس کی تنخواہ سے کچھ بہتری آنے لگی۔ 2012ء میں بطور سی ٹی ٹیچر میری تعیانی ہوئی اور مالی پریشانیاں کم ہوئیں۔ میرے شوہر کہتے کہ اگر تیری کمائی نہ ہوتی تو شائید ہی میرے حالات بہتر ہوتے۔ آج ہم ایک خوشحال زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمارے بچے اچھے اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔"[15]

ایک تعلیم یافتہ بیوی اپنے شوہر کی مالی معاونت بہتر انداز میں کر سکتی ہے۔ پشتون معاشرے میں بیوی کی کمائی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا، شریعت نے عورتوں کے لئے حدود و قیود مقرر کئے ہیں، ان کی پاسداری کرتے ہوئے اگر عورت ملازمت کرے تو اس میں حرج نہیں ہے۔ مریم علیم نے کہا:

"اللہ تعالی کی طرف سے میرے والد پر یہ آزمائش تھی کہ ان کو اللہ تعالی نے صرف بیٹیوں سے نوازا۔ ہمارا کوئی بھائی نہیں ہے، والد صاحب نے خندہ پیشانی سے ہماری تعلیم و تربیت پر توجہ دی۔ الحمد للہ ہم سب بہنیں تعلیم یافتہ ہیں اور اچھی نوکریاں کر رہے ہیں۔ والد صاحب کی عمر اب ساٹھ کی دہائی میں داخل ہو چکی ہے اور وہ محنت مزدوری کرنے کے قابل نہیں رہے۔ گھر کے اخراجات ہم مل کر اٹھاتی ہیں اور والد صاحب کو کام کاج کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ان کو بڑھاپے میں بہترین سہارا مل گیا۔ لوگ ان کو کہتے تھے کہ دوسری شادی کر لو، ہو سکتا ہے اللہ تعالی بیٹا عطا کرے تاکہ وہ بڑھاپے میں سہارا بن جائے۔ اب والد صاحب ان لوگوں کو کہتے ہیں کہ دیکھو یہی بیٹیاں میرا سہارا ہیں۔"[16]

حامدہ لقمان نے اپنی کہانی ان الفاظ میں بیان کی:

"میری شادی کم عمری میں ہوئی تھی۔ سترہ سال کی عمر میں سسرال کے گھر داخل ہو چکی تھی۔ تاہم میرے شوہر نے مجھے تعلیم دلائی اور مجھے ہر طرح کی سہولت دی۔ میرے تین دیور تھے ان میں ایک روڈ حادثے میں شہید ہو گئے اور ان کی اہلیہ اور بچے بے سہارا رہ گئے۔ دوسرے دیور کو گردوں کے مسائل گھیر لیا اور وہ دو سال تک صاحب فراش رہے۔ دو سال بعد وہ بھی انتقال کر گئے اور تین بچے اور بیوہ چھوڑ گئے۔ ہم مشترکہ گھر میں رہتے ہیں۔ گھر میں افراد زیادہ اور کمانے والے بہت کم ہو گئے۔ میرے شوہر پر بہت زیادہ بوجھ بڑھ گیا اور وہ دن رات محنت کرنے لگے۔ دن کے وقت وہ ایک ادارے میں بس چلاتے اور رات کے وقت چوکیداری کرتے۔ دگنی محنت کی وجہ سے ان کی صحت متاثر ہونے لگی۔ میں نے ان کی اجازت سے ایک ٹیوشن سنٹر کھول لیا۔ ایک سال کی محنت سے ٹیوشن سنٹر کامیاب ہوا اور طلباء کی تعداد اتنی ہو گئی کہ مجھے دو استانیاں مزید رکھنی پڑی۔ الحمد للہ آج میں اپنے شوہر کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہوں۔ میری اس چھوٹی سی ہمت کی وجہ سے ان کا بوجھ کم ہو گیا اور ان کو آرام کا موقع مل گیا۔ اب وہ صرف دن کے وقت کام کرتے ہیں، رات کے وقت کی ڈیوٹی انہوں نے چھوڑ دی ہے۔ وہ اس پر بہت خوش ہے۔"[17]

عارفہ مختار کہتی ہیں:

"مجھے پڑھانے میں والد صاحب نے بہت مشقت جھیلی۔ خاندان میں پہلی لڑکی ہوں جس نے یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ ابھی لیکچرر کے طور پر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہوں۔ میں اپنے بہن بھائیوں کے اخراجات برداشت کرتی ہوں اور والد کا ہاتھ بٹاتی ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ میں اپنے والدین کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کی مالی پریشانی کو دور کرنے کے قابل ہوئی۔"[18]

سروے کے دوران ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جنوبی اضلاع میں خواتین کی تعلیم سے مثبت تبدیلی آئی ہے اور بیشتر خواتین تعلیم کے بعد ملازمت کر کے یا ٹیوشن سنٹر کے ذریعہ اپنے گھر والوں کی مالی معاونت کرتی ہیں۔ مہنگائی کے اس طوفان سے نمٹنے کے لئے اور گھر کا چولہا جلائے رکھنے کے لئے وہ مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں۔

معاشرے کی اخلاقی تربیت میں تعلیم یافتہ خواتین کا کردار:

ایک تعلیم یافتہ خاتون جب اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرتی ہے تو وہ معاشرے کا ایک مفید حصہ بنتا ہے اور اپنے لئے اور دوسروں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے والا بنتا ہے۔ جنوبی اضلاع میں خواتین کی دینی تربیت نے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کئے ہیں۔ اس حوالے سے ہم نے مختلف اضلاع میں سروے کیا۔ لکی مروت، ڈیرہ اسماعیل خان اور ہنگو کے مختلف مدارس کا تفصیلی دورہ کیا۔ زوجہ مولانا فضل ربی نے بتایا:

"2002ء میں ان کے شوہر نے لڑکیوں کے مدرسے کی بنیاد رکھی۔ اس مدرسہ میں ناظرہ قرآن اور ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔ سال میں ایک بار دورہ تفسیر پڑھایا جاتا ہے۔ خواتین کی تربیت کے لئے ماہانہ اصلاحی مجلس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس میں خواتین کی دینی تربیت کی جاتی ہے اور ان کو دین اسلام پر چلنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ہمارے گاؤں پر اس کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ یہاں کے نوجوان دینداری کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ یہاں جرائم کی شرح نہ ہونے کے برابر ہے۔ دینی بیداری میں اضافہ ہوا ہے، گھریلو ماحول میں مثبت تبدیلی آئی ہے۔ ان سب کے پیچھے خواتین کی دینی تربیت کار فرما ہے۔"[19]

ہنگو میں قائم مدرسہ جامعہ صدیقیہ میں مختلف طالبات سے ملاقات ہوئی۔ زینب رحمان نے بتایا:

"خواتین کی دینی تربیت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ دور جدید سہولیات کے ساتھ نئے مسائل بھی لایا ہے۔ موبائل فون نوجوان نسل کے بگاڑنے میں سب سے آگے ہے۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ نشے کا ہے۔ صحیح دینی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے کئی نوجوان نشے کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ بچوں کی اولین تربیت گاہ والدہ کا آغوش ہے۔ والدہ کی تربیت سے بچے جلدی متاثر ہوتے ہیں۔ جامعہ صدیقیہ میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ، دینی تربیت کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ہر پندرہ دن کے بعد اصلاحی مجلس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ تربیت اطفال کے نام سے ماہانہ ایک مجلس منعقد ہوتی ہے، جس میں علماء کرام خواتین کو اولاد کی دینی تربیت کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علاقے میں امن وامان کی صورتحال بہت بہتر ہے۔ یہاں نوجوانوں میں دینی رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ گاؤں میں نشے کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی جاتی ہے، جس میں نوجوان شریک ہوتے ہیں۔ اس وقت جب ہر طرف آئس کے نشے میں نوجوان مبتلا رہتے ہیں، ہمارا گاؤں اس لعنت سے محفوظ ہے۔"[20]

عتیقہ حامد نے بتایا:

"ہمارے گھر میں پہلے دینی ماحول نہیں تھا، جس کی وجہ سے بچوں کی تربیت ناپید تھی۔ ہر وقت لڑتے جھگڑتے رہنا ان کا محبوب مشغلہ بن چکا تھا۔ مدرسہ کے قیام کے بعد گھر کی عورتیں مدرسہ میں آنے لگی اور یہاں کی اصلاحی مجالس میں شریک ہونے لگی۔ اس کا اثر ہمارے گھر پر بہت اچھا پڑا۔ مجھے مدرسہ میں داخل کرایا گیا اور بچوں کی دینی تربیت پر توجہ دی جانے لگی۔ اب ہمارے گھر کے تمام افراد صوم وصلوۃ کے پابند ہیں۔ غمی خوشی کے موقع پر دینی تعلیمات پر عمل کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس سے ہمارے گھر کا ماحول پر سکون ہو چکا ہے۔ بوڑھے، جوان سب دیندار ہیں اور دینی اقدار کی پاسداری کرتے ہیں۔ ان سب میں مدرسہ کی اصلاحی مجالس کا

بنیادی کردار ہے۔ یقیناایک تربیت یافتہ خاتون گھر کو جنت بنا سکتی ہے۔"[21]

سروے سے ہمیں معلوم ہوا کہ ایسی مائیں جو دینی شعور رکھتی ہیں، وہ بچوں کو صرف اچھے الفاظ نہیں سکھاتیں، بلکہ اپنی زندگی سے ان کے لیے ایک عملی مثال بھی قائم کرتی ہیں۔ وہ بچوں کو یہ سکھاتی ہیں کہ اپنی ذات پر بھروسہ کرنا، سچ بولنا، اور اپنے نظریات پر قائم رہنا اسلام کا حصہ ہے۔ ایسے بچے اپنی پہچان، مذہب، اور اخلاقی اصولوں پر فخر کرتے ہیں اور ہر میدان میں پر اعتماد انداز میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک کامیابی صرف دنیاوی دولت حاصل کرنا نہیں بلکہ ایک باکردار، نیک، اور رضائے الٰہی سے قریب انسان بنا ہوتا ہے۔

والدہ بطور رول ماڈل:

جب مائیں خود باحجاب، نمازی، اور دین دار ہوتی ہیں، ان کا طرزِ عمل، گفتار، اور عبادات بچوں کے لیے عملی نمونہ ہے۔ بچہ جو کچھ سیکھتا ہے، وہ محض نصاب کی حد تک محدود نہیں ہوتا، بلکہ وہ ماں کے روزمرہ کے معمولات، اندازِ گفتگو، لباس اور عبادات سے اثر لیتا ہے۔ ایسے ماحول میں پروان چڑھنے والا بچہ دین کو صرف ایک مضمون نہیں بلکہ ایک طرزِ زندگی سمجھتا ہے۔ اس کے کردار میں دینی اقدار، وقار، اور اعتدال نمایاں ہوتا ہے، اور وہ ماں کی تقلید میں خود کو ایک نیک، باوقار اور ذمہ دار انسان بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس حوالے سے دوران سروے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جنوبی اضلاع میں خواتین کی تعلیم نے بچوں کی تربیت پر اعلی اثرات مرتب کئے ہیں۔ ایمن نوید نے اپنے بچوں کے بارے میں بتایا:

"میں خود نماز پابندی سے پڑھتی ہوں، جب نماز کا وقت ہو جائے میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نماز پڑھنے جاتی ہوں۔ اس کا اثر میرے بچوں پر پڑا ہے۔ میرے بیٹے اور بیٹیاں نماز کی پابند ہیں۔ بچپن میں جب میں نماز کے لئے کھڑی ہو جاتی تو وہ میرے پاس کھڑے ہوتے۔ اب لڑکے مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں اور لڑکیاں گھر پر نماز ادا کرتی ہیں۔ انہوں نے مجھے دیکھ دیکھ کر نماز کی عادت اپنائی ہے اور یہ عادت اتنی پختہ ہو گئی ہے کہ جب تک وہ نماز نہ پڑھے اس وقت تک ان کو چین نہیں آتا۔ ایک دن بیٹے کو شدید بخار تھا اور ڈاکٹر نے آرام کرنے کا کہا۔ دوائی میں نیند کا اثر ہونے کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے آنکھ لگ گئی، جیسے ہی آذان ہوئی تو فوراً اٹھ گیا اور نماز کی تیاری کرنے لگا۔ میں نے کہا بیٹا تھوڑا آرام کرلو، نماز گھر پر پڑھنا تو کہنے،، گا مجھے عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے، جب نماز پڑھ کے آیا تو پر سکون ہو کر سو گیا۔"[22]

پشتو میں مشہور کہاوت ہے "کہ سل پکی نور وی یو پکی دہ مور وی" یعنی اگر کسی میں سو عادتیں ہوں تو ان میں ایک ضرور والدہ کا اثر ہو گا۔ بچے گھر میں زیادہ وقت والدہ کے ساتھ گزارتے ہیں اور اسے دیکھ کر بہت کچھ سیکھتے ہیں۔

دینی و دنیاوی تعلیم کا توازن

دینی تربیت یافتہ خواتین بچوں کی تعلیم کو صرف دنیاوی کامیابی تک محدود نہیں رکھتیں، بلکہ وہ اس بات کا گہرا شعور رکھتی ہیں کہ دین اور دنیا کا توازن ایک مثالی شخصیت کی بنیاد ہے۔ وہ اپنے بچوں کو اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم جیسے حفظِ قرآن، تجوید، سیرت النبی ﷺ، فقہ، اور اسلامی اخلاقیات کی بھی تعلیم دیتی ہیں۔ ایسی مائیں جانتی ہیں کہ دینی علم بچے کی روحانی بنیاد مضبوط کرتا ہے، جبکہ دنیاوی علم اسے عملی زندگی میں کامیابی دلانے میں مدد دیتا ہے۔ یوں ان کے بچے نہ صرف تعلیمی میدان میں نمایاں ہوتے ہیں بلکہ دینی اقدار کے بھی علمبردار بنتے ہیں۔

جنوبی اضلاع میں سروے کے دوران ہمیں علم ہوا کہ یہاں کے بچے صبح سکول جاتے ہیں اور عصر کے وقت مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تمام اضلاع میں یہی ماحول ہے، کم از کم ناظرہ قرآن تمام بچے سیکھتے ہیں اور قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ جزو وقتی مدارس میں حفظ بھی کرایا جاتا ہے۔ علماء کرام روزمرہ کے مسائل سکھانے کے لئے تربیتی کورس پڑھاتے ہیں۔ ان مدارس میں طلباء کی تعداد اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ خواتین اپنے بچوں کی دینی تربیت کی طرف توجہ دیتی ہیں اور ان کو بروقت مدرسہ میں بھیجنے کی کوشش کرتی ہیں۔

رسموں کے خاتمے میں دینی شعور کا کردار

جنوبی اضلاع میں خواتین جب دینی تربیت حاصل کرتی ہیں تو وہ قرآن و سنت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی کوشش کرتی ہیں۔ دینی شعور انہیں یہ سمجھاتا ہے کہ بہت سی سماجی رسوم، جیسے مہنگا جہیز، شادی بیاہ میں فضول خرچیاں، میت کے بعد کی غیر شرعی رسمیں، اور دکھاوے کی تقریبات نہ صرف غیر اسلامی ہیں بلکہ معاشی بوجھ کا سبب بھی بنتی ہیں۔ دینی تربیت یافتہ خواتین خود بھی ان رسومات سے اجتناب کرتی ہیں اور دوسروں کو بھی سادگی، قناعت، اور شریعت کے مطابق عمل کی تلقین کرتی ہیں۔ یوں معاشرے میں رفتہ رفتہ ان غیر ضروری اور بوجھل روایات کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس حوالے سے عابدہ سید نے بتایا:

"ہمارے خاندان میں شادی بیاہ کی رسمیں حد سے زیادہ بڑھ چکی تھیں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور اچھا دکھائی دینے کے لئے فضول خرچی اپنی انتہاء کو چھو رہی تھی۔ شادی بیاہ کے موقع پر مہنگا لباس، جوتے اور نت نئے فیشن اختیار کرنا خواتین کا مشغلہ بن چکا تھا۔ اس وقت ہمارے گاؤں کے علماء کرام نے اس طرف توجہ دی اور جمعہ کے بیانات میں رسموں کی تردید شروع کر دی۔ مدارس میں اس حوالے سے خصوصی درس منعقد کئے گئے اور سادگی کی ترغیب دی جانے لگی۔ اس سے ہمارے معاشرے پر بہت اچھا اثر پڑا۔ لوگ رفتہ رفتہ سادگی کی طرف لوٹنے لگے۔ چونکہ زیادہ تر رسمیں خواتین ہی کرتی ہیں، ان کی دینی تربیت نے اہم کردار ادا کیا۔ خواتین خود بھی سادگی اختیار کرنے لگی ہیں اور اپنے گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کی ترغیب دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں شادی بیاہ کی رسمیں متروک ہو چکی ہیں۔ جو لوگ رسموں کو ترک نہیں کرتے، ان کے ساتھ لوگ روابط کم کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ رسموں کو ترک کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ان سب کے پیچھے خواتین کی اصلاح کا ہاتھ ہے۔ علماء کرام کو چاہئے کہ وہ اپنی کوشش ترک نہ کریں اور اسی طرح خواتین کی اصلاح کرتے رہیں۔"[23]

خلاصہ بحث:

مقالہ میں پیش کردہ مباحث کا خلاصہ یوں پیش کیا جاسکتا ہے کہ خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع میں خواتین کی تعلیم پر کوئی پابندی نہیں ہے، بلکہ خواتین کی تعلیم کے لئے مستقل ادارے موجود ہیں۔ دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم دونوں کے بے شمار ادارے ہیں اور فعال بھی ہیں۔ خواتین کی ملازمت پر پابندی نہیں ہے، وہ ملازمت اور گھریلو صنعت سے مردوں کا سہارا بنتی ہیں اور ان کی مالی معاونت کرتی ہیں۔ خواتین کی تعلیمی و دینی تربیت سے معاشرے پر اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ جنوبی اضلاع میں سماجی مسائل کے حل میں تعلیم یافتہ خواتین کا اہم کردار ہے۔ بچوں کی دینی تربیت کے لئے والدہ کا تعلیم یافتہ اور متدین ہونا ضروری ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین گھریلو نظام کو بہتر انداز میں سنبھالتی ہیں۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت میں فعال کردار ادا کرتی ہیں۔ تعلیم یافتہ بہوؤں کی وجہ سے گھر کے نظم و ضبط میں بہتری آئی ہے۔ ان کا رویہ سلجھا ہوا، ذمہ دارانہ اور کفایت شعار ہوتا ہے۔ دینی تربیت یافتہ خواتین گھر کے

ماحول کو پرامن، دینی اور مثبت بناتی ہیں۔ بچے دینی اقدار جیسے نماز، سچائی، دیانت داری اور احترام سیکھتے ہیں۔

تجاویز و سفارشات:

خیبر پختون خواہ میں خواتین کی تعلیم میں مزید بہتری کے لیے حسبِ ذیل تجاویز و سفارشات پیش کی جاسکتی ہیں:

- جنوبی اضلاع میں خواتین کے لئے الگ طور پر صرف ایک یونیورسٹی بنائی گئی ہے جو کہ ضلع بنوں میں ہے۔ اسی طرح دیگر اضلاع میں بھی خواتین کی الگ یونیورسٹیاں بنانی چاہیئے۔
- خواتین کے حقوق کے لحاظ سے کی جانے والی کوششوں کو سامنے لایا جائے۔
- جنوبی اضلاع میں ادبی و سماجی خواتین کی خدمات کو سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا میں اجاگر کیا جائے۔
- معاشرتی اصلاح میں خواتین کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے سیمنار منعقد کئے جائیں۔
- علماء کرام خواتین کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات و حواشی

[1]https://kpboit.gov.pk/digital-mapping-of-kp-districts ,acceded on 05/09/2023 at 08:00pm
[2]https://kpboit.gov.pk/digital-mapping-of-kp-districts ,acceded on 05/09/2023 at 08:00pm

[3]محمد شفیع صابر، تاریخِ صوبہ سرحد (پشاور: یونی ورسٹی بُک ایجنسی، پشاور، طبع اول، 1986ء) ص:50

Muhammad Shafi ,Tarekh Soba Sarhad,pishawer, university book ,1986,p.50

[4]سرفراز خان، خٹک عقاب، تاریخِ خٹک (نوشہر: اباسین پشتو ادبی ٹولنہ، نوشہرہ، طبع دوم، 2008ء) ص:134

Sarfraz Khan,Khtak Uqab,Tarekh Khtak,Noshehra,2008,p.134
[5] https://hed.gkp.pk/public/colleges/list acceded on 20/04/2025 at 08:00pm
[6] https://hed.gkp.pk/public/colleges/list acceded on 20/04/2025 at 08:00pm
[7] https://hed.gkp.pk/public/colleges/list acceded on 20/04/2025 at 08:00pm
[8] https://hed.gkp.pk/public/colleges/list acceded on 20/04/2025 at 08:00pm
[9] https://hed.gkp.pk/public/colleges/list acceded on 20/04/2025 at 08:00pm
[10] https://hed.gkp.pk/public/colleges/list acceded on 20/04/2025 at 08:00pm
[11] https://hed.gkp.pk/public/colleges/list acceded on 20/04/2025 at 08:00pm

[12] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: سیدہ عائشہ بی بی، بمقام: بنوں، بالمشافہ، مورخہ: 25 اپریل 2025ء، بوقت: 09:00 am

Interview by Haseena Nawaz from sayyed Ayesha bibi at Bannu, dated:25 April 2025 at 09am

[13] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: نورین بی بی، بمقام: کوہاٹ، بالمشافہ، مورخہ: 22 اپریل 2025ء، بوقت: 10:00 am

Interview by Haseena Nawaz from Noreeb bibibi at Kohat , dated:22 April 2025 at 10:00 am

[14] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: عافیہ صابر، بمقام: ہنگو، بذریعہ فون، مورخہ: 20 اپریل 2025، بوقت: 11:00 am

Interview by Haseena Nawaz from Afia Sabir at Hangu, dated:20 April 2025 at 11:00 am

[15] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: شائستہ صابر، بمقام: ڈیرہ اسماعیل خان، بذریعہ فون، مورخہ: 20 اپریل 2025، بوقت: 11:00 am

Interview by Haseena Nawaz from shaista Sabir,at DI Khan, dated:20 April 2025 at 11:00 am

[16] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: مریم علیم، بمقام: کوہاٹ، بالمشافہ، مورخہ: 22 اپریل 2025، بوقت: 11:00 am

Interview by Haseena Nawaz from Maryam Aleem at Kohat, dated:22 April 2025 at 11:00 am

[17] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: حامدہ لقمان، بمقام: بنوں، بالمشافہ، مورخہ: 25 اپریل 2025ء، بوقت: 10:00 am
Interview by Haseena Nawaz from Hamida Luqman at Bannu, dated:25 April 2025 at 10am

[18] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: عارفہ مختار، بمقام: بنوں، بالمشافہ، مورخہ: 25 اپریل 2025ء، بوقت: 11:30 am
Interview by Haseena Nawaz from Arfa Mukhtar at Bannu, dated:25 April 2025 at 11:30 am

[19] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: زوجہ مولانا فضل ربی، بمقام: لکی مروت، بالمشافہ، مورخہ: 18 اپریل 2025ء، بوقت: 11:30 am
Interview by Haseena Nawaz from wife of Mulana Fazal Rabi at Lakki Marwat, dated:18 April 2025 at 11:30 am

[20] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: زینب رحمان، بمقام: ہنگو، بالمشافہ، مورخہ: 19 اپریل 2025ء، بوقت: 09:00 am
Interview by Haseena Nawaz from: Zainab Rahman, at Hango, dated:19 April 2025 at 09am

[21] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: عتیقہ حامد، بمقام: ہنگو، بالمشافہ، مورخہ: 19 اپریل 2025ء، بوقت: 09:30 am
Interview by Haseena Nawaz from Atiqa Hamid, at Hango, dated:19 April 2025 at 09:30am

[22] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: ایمن نوید، بمقام: ڈیرہ اسماعیل خان، بالمشافہ، مورخہ: 10 اپریل 2025ء، بوقت: 11:30 am
Interview by Haseena Nawaz from Aiman Naveed at DI Khan, dated:10 April 2025 at 11:30am

[23] انٹرویو نگار: حسینہ نواز، انٹرویو دہندہ: عابدہ سید، بمقام: ہنگو، بالمشافہ، مورخہ: 19 اپریل 2025ء، بوقت: 02:00 pm
Interview Abida sayyed,at Hango, dated:19 April 2025 at 02:00 pm